بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۸

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ... عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر رحمت اللہ خاں شاکر — یوم شنبہ

جلد ۳۱ | ۲ ماہ صلح ۱۳۲۲ ہش | ۲۴ ذوالحجہ ۱۳۶۱ھ | ۲ ماہ جنوری ۱۹۴۳ء | نمبر ۲

مدینۃ المسیح

قادیان ۱-۳ فتح ۱۳۲۱ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق سوا پانچ بجے شام کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو کھانسی اور پیچش کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دُعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین اطال اللہ بقاءہا کی طبیعت کھانسی۔ نزلہ اور سر درد کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے بھی دُعا فرمائیں۔

افسوس حافظ محمد امین صاحب جہلمی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ صحابہ میں سے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رض کے رضاعی بھائی تھے۔ وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آج جنازہ قادیان لایا گیا۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے جنازہ پڑھایا اور مرحوم قطعہ خاص صحابہ میں مدفون ہوئے۔ احباب بلندی درجات کے لئے دُعا کریں۔

روزنامہ الفضل قادیان — ۲۴ ذوالحجہ ۱۳۶۱ھ

بیورج سکیم پر معاصر سٹیٹسمین کا تبصرہ اور ”الوصیت“

کچھ عرصہ ہوا۔ بیورج سکیم کا ذکر کیا جاچکا ہے۔ اس کے متعلق انگریزی معاصر سٹیٹسمین (۲۷ دسمبر) میں ایک مراسلت شائع ہوئی ہے۔ مراسلہ نگار مسٹر اڈوکانند مہابھارتی ایڈیٹر ”World Peace“ کلکتہ نے اس سکیم اور اس پر معاصر سٹیٹسمین کے ایڈیٹوریل کو سراہتے ہوئے لکھا ہے کہ گو یہ سکیم بہت اچھی اور مفید ہے لیکن اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے جو کثیر اخراجات درکار ہیں۔ وہ نہ تو ٹیکس اور محصولات وغیرہ لگانے سے پورے ہو سکتے ہیں۔ اور نہ کسی زیادہ سے زیادہ پرمنفعت تجارت کے ذریعہ اس سکیم کا کامیاب ہونا صرف اسی صورت میں ممکن ہے۔ کہ تمام دُنیا برطانیہ کی امداد پر آمادہ ہو۔ کوئی ایسی بڑی اور وسیع سکیم دُنیا میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ درآنحالیکہ وُہ مالیات پر مبنی ہو۔ اس کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔ کہ تمام دُنیا کے ممالک خوشدلی اور گرمجوشی سے اس کے ساتھ تعاون کریں نیز اس کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔ کہ تمام دُنیا کی آبادی ایک سلک میں منسلک ہو۔ اور اس کے لئے فنڈ مہیا کرنے میں سرمایہ اور منافع کے سوال کا کوئی دخل نہ ہو۔ اس بارہ میں تمام کوششیں باہم مربوط ہونی چاہئیں۔

قارئین ان خیالات کو پیش نظر رکھیں۔ یہ ۲۷ دسمبر کے سٹیٹسمین میں شائع ہوئے ہیں۔ اسی تاریخ یعنی ۲۷ دسمبر کو جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت اہم اور تاریخی تقریر ”اسلامی نظام نو کی تعمیر“ کے موضوع پر فرمائی تھی۔ جن لوگوں نے اس کو سُنا وہی اس کی قدر و قیمت کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ حضور نے اپنی اس تقریر میں فرمایا کہ دُنیا کے نظام نو کی بنیاد اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۵ء میں الوصیت کے ذریعہ رکھ دی تھی۔ جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا۔ تو اس سے صرف تبلیغ ہی نہ ہوگی۔ بلکہ اسلام کے منشاء کے مطابق ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا۔ اور دکھ درد اور تنگی کو دُنیا سے انشاء اللہ مٹا دیا جائے گا۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا۔ بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔ کیونکہ وصیت ان تمام دکھوں کا علاج ہوگی۔ مگر یہ تمام وقت چاہتا ہے۔ اور اس دن کا محتاج ہے۔ جب سب دُنیا میں احمدیت کی کثرت ہو جائے گی“ (الفضل ۳۰۔ دسمبر ۱۹۴۲ء)

معاصر سٹیٹسمین نے لکھا ہے۔ اور بالکل صحیح لکھا ہے۔ کہ تمام کی مشکلات اور دکھ درد کے علاج کے لئے جس قدر روپیہ اور ذرائع کی ضرورت ہے۔ وُہ ٹیکسوں یا تجارت سے حاصل کردہ منافع سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ تمام دُنیا کے ممالک برطانیہ کی امداد پر آئیں۔ گویا ایک ایسے مرکزی نظام کی ضرورت ہے جس سے دُنیا کے سب ممالک وابستہ ہوں۔ اور جس کے لئے سرمایہ ٹیکسوں وغیرہ سے حاصل نہ کیا جائے بلکہ لوگ خوشی سے اس میں حصہ لیں اور روپیہ دیں اور احمدی احباب اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں۔ کہ یہ سب باتیں الوصیت کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہیں۔ وصیت کی تحریک جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی۔ وُہ کوئی ٹیکس یا تاوان نہیں۔ کوئی تجارتی منافع نہیں بلکہ خوشدلی اور دلی فرحت و انبساط کے ساتھ قربانی ہے۔ جس کے مصرف کی توضیح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بخوبی اپنی تقریر میں فرما چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی احمدیت ایک عالمگیر تحریک ہے۔ کسی خاص ملک و قوم سے مختص نہیں۔ یہ ایک ایسا پیغام ہے جس کے مخاطب دُنیا کے ہر کونہ میں بسنے والے اور ہر نسل و رنگ کے لوگ ہیں۔ اور اگر اسے قبول کرکے لوگ ایک سلک میں منسلک ہو جائیں۔ اور وصایا کرنے لگیں۔ تو یہی ایک صورت ہے جو دُنیا کے تمام دکھوں اور مشکلوں کے ازالہ کا صحیح علاج ہو سکتا ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں۔ جیسا کہ معاصر سٹیٹسمین نے لکھا ہے۔ پس دُنیا کے نظام نو کی تعمیر کی اگر کوئی صحیح بنیاد ہو سکتی ہے۔ تو الوصیت ہی ہے۔

مضمون زیر بحث میں یہ بھی لکھا گیا ہے۔ کہ بیورج سکیم دُنیا کی آزاد اقوام کے اتحاد کی طرف پہلا اور ضروری قدم ہے۔ جس کی بنیاد خدا تعالیٰ کی ابوت اور انسانی اخوت پر قائم کی گئی ہے۔ اور یہ تحریک بڑی سرعت کے ساتھ ترقی کرے گی۔ تمام دُنیا اس کی طرف متوجہ ہو رہی ہے لوگ اس بات کو سمجھ گئے ہیں۔ کہ نظام نو کا یہ ایک بنیادی چیز ہے۔ جو ہر جگہ سازگار عناصر کی متلاشی اور مغائر عناصر کا قلع قمع کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہے۔ حتیٰ کہ اسے ”خدائی تحریک“ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ آؤ ہم سب اس پر دل و جان سے اعتماد رکھیں اور اس کی کامیابی کے لئے لگاتار دُعا کرتے رہیں۔ کیونکہ دُعا کی طاقت کا خواہ ہم صحیح اندازہ نہ لگا سکیں۔ وُہ ایک حقیقی اور یقینی چیز ہے۔

بیورج سکیم کے متعلق ایسے عقیدتمندانہ خیالات کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ اس سے بہتر سکیم ابھی ان مداحوں کے سامنے نہیں آسکی اور انہوں نے اس میں جو نقائص اور سقم بیان کئے ہیں۔ ان کا ازالہ الوصیت میں موجود ہے پس ظاہر ہے۔ کہ اگر ہم الوصیت کی تحریک کو پورے زور سے اس وقت دنیا کے اہل دانش طبقہ کے سامنے پیش کر سکیں۔ تو اس سے نہایت مفید اور شاندار نتائج مترتب ہو سکتے ہیں اس کے ساتھ ہی ہم اپنے احباب سے یہ عرض کرتے ہیں کہ وہ ان الفاظ کی روشنی میں تحریک وصیت کی اہمیت کا احساس کریں۔ زیادہ سے زیادہ اخلاص کے ساتھ اس میں حصہ لیں۔ اور اس کے دائرہ عمل کو وسیع کرکے ثواب حاصل کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حج ـ جلسہ سالانہ ـ نوروز اور جمعۃ المبارک

اس سال حکمت الٰہی سے یہ عجیب اتفاق ہوا ہے۔ کہ حج جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ اور ۱۳۲۲ ہجری شمسی کے نئے سال کا آغاز یکے بعد دیگرے جمعہ کے دن واقع ہوئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نیا سال اپنے اندر بہت سی اہم خصوصیات رکھنے والا ہوگا۔ ہمارا جلسہ سالانہ عام طور پر ۲۶ ـ ۲۷ ـ ۲۸ دسمبر کو ہوا کرتا ہے۔ اور اس لحاظ سے یہ ہفتہ کے دن شروع ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن اس سال بالکل اتفاقی طور پر اسے ایک دن قبل کرنا پڑا۔ کیونکہ جنگ کی وجہ سے سرکاری رخصتیں صرف پچیس اور چھبیس دسمبر کو تھیں۔ اور اس مجبوری کی بناء پر جلسہ سالانہ کو ایک دن پہلے کرنا پڑا۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ کی مخفی تقدیر کے ماتحت یہ ہفتہ کے دن کی بجائے جمعہ کو شروع ہوا۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جلسہ سالانہ پر اپنی تقریر میں اس کا ذکر کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا تھا اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اس دفعہ جنگ کی وجہ سے سرکاری ملازمین کو ۲۵ ـ ۲۶ دسمبر کی صرف دو رخصتیں ملی ہیں۔ اس وجہ سے جلسہ سالانہ ۲۵ تاریخ کو شروع کیا گیا ہے۔ اور یہ محض اتفاق ہے۔ کہ اس سال حج بھی جمعۃ المبارک کو تھا۔ اور ہمارا جلسہ بھی جمعہ کے روز سے شروع ہو رہا ہے۔ یہ گویا ایک نیک فال ہے۔ کہ یہ سال ایک خاص سال ہو۔ اور آج خدا کے فضل سے ہجری شمسی کے نئے سال کا آغاز بھی جمعہ کے مبارک دن سے ہو رہا ہے۔ جس سے یہ بات اور بھی نمایاں ہو جاتی ہے۔ کہ یہ سال بعض اہم اور خاص امور کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

جمعہ کا دن ایک نہایت ہی مبارک اور مقدس دن ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس نام سے قرآن مجید میں ایک اہم سورۃ کا نزول فرمایا۔ اور اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ کا ذکر کرتے ہوئے بعثت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئی بیان فرمائی۔ اور محمدیت اور احمدیت کی شان کو ایک ہی سلک میں منسلک کر کے اس کی یگانگت اور اتحاد کو واضح کیا۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کو ایک ہی جماعت کے دو فریق قرار دیا۔ اور پھر بعثت ثانیہ کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش بھی اسی مبارک دن فرمائی۔ گویا اس میں اس حقیقت کا اظہار کیا۔ کہ جو پیشگوئی سورۃ جمعہ میں ۱۳۰۰ سال پیشتر کی گئی تھی۔ اس فیج اعوج کے زمانہ میں اس کے مصداق کی پیدائش بھی جمعہ کے دن ہی ہوئی۔ تا اسلام کے حقیقی چہرہ کو روشن کیا جائے۔ اور اس کی تاریکیوں کو دور کر کے پھر پہلی سی عظمت اور شان کو دنیا میں قائم کیا جائے۔

پس اس سال اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسا اتفاق ہوا کہ حج اور جلسہ سالانہ اور ہجری شمسی کے سال کا آغاز یہ سب جمعہ کے مبارک دن سے ہوئے ہیں۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی بہت بڑی مصلحت اور حکمت معلوم ہوتی ہے۔ اور ہمیں اس سال جماعت کی ترقی کے لئے خاص طور پر کوشش کرنی چاہیئے۔ تا جماعت کی ترقی کے متعلق اللہ تعالےٰ کے جو خاص وعدے ہیں انہیں پورا کرنے والے خود ہم بنیں۔ اور احمدیت کے عروج کا زمانہ ہم اپنی زندگیوں میں دیکھ لیں۔ اس کے ساتھ ہی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی درازیٔ عمر اور صحت کاملہ کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس موعود خلیفہ کی برکات سے زیادہ سے زیادہ عرصہ تک ہمیں مستفید فرمائے۔ آمین۔ خاکسار ملک محمد عبد اللہ قادیان

چندہ تبلیغ خاص کے متعلق ایک ضروری اعلان

جن جماعتوں اور افراد نے چندہ تبلیغ خاص کے متعلق اپنے امام کے حضور وعدے پیش کئے تھے، اور لکھا تھا کہ جلد تر رقم ارسال کر دی جائے گی۔ یا جلسہ پر داخل کریں گے وہ جلسہ سالانہ پر اگر تشریف نہیں لا سکے۔ یا کسی اور وجہ سے رقم داخل نہیں کر سکے۔ یا جن کا وعدہ ہی جنوری ۱۹۴۳ء میں دینے کا تھا۔ وہ اس اعلان کو پڑھ کر فوری توجہ کریں اور اپنے وعدوں کی رقوم جلد از جلد ارسال فرمائیں۔

یاد رہے کہ اس مد کے چندہ کے متعلق کوئی یاد دہانی نہیں کی جائے گی۔ اس لئے وعدہ کرنے والے احباب کا اپنا فرض ہے۔ کہ وہ خود بخود رقوم ارسال کر دیں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وہ رقم ادا نہ کریں۔ اور انتظار کرنے کے بعد ان کا نام رجسٹر سے کاٹ دیا جائے۔ اور نادہندوں کی فہرست میں ان کا نام حضور کے پیش کرنا پڑے۔ خاکسار سیکرٹری تحریک جدید

احباب کی خدمت میں ضروری اطلاع

کاغذ کی شدید نایابی کے پیش نظر مجبوراً تجویز کی گئی ہے۔ کہ الفضل کے حجم کو کسی قدر کم کر دیں۔ لہٰذا عارضی طور پر آئندہ الفضل چھ صفحہ پر شائع ہوگا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کتابت کو اس قدر گنجان کر دیا جائے گا۔ کہ ڈیوڑھا مضمون آ جائے۔ کاغذ کی صورت حالات میں اصلاح ہو جانے پر حجم انشاء اللہ پھر بحال کر دیا جائے گا۔ مینیجر الفضل

مخالفت کے طوفان اور جماعت احمدیہ

از جناب شیخ روشن دین صاحب تنویر سیالکوٹ

ہنسی پر ہنسی ہم سہے جائیں گے
نہ ہم باز آئیں گے تبلیغ سے
سمندر میں طوفان آئیں ہزار

مگر بات سچی کہے جائیں گے
نہ چنڈول کے پیچھے جائیں گے
ہم اپنی روش پر بہے جائیں گے

کسی روز روئیں گے تنویر وہ
ہمیشہ نہ یہ قہقہے جائیں گے

خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب کے لئے درخواستِ دعا

مکرم خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب عرصہ قریباً تین ہفتہ سے بعارضہ بخار صاحب فراش ہیں۔ گذشتہ ایک دو دن میں کسی قدر بخار میں افاقہ ہو گیا تھا۔ لیکن کل پھر بخار زیادہ ہو گیا ہے۔ اور بہت بے چینی رہی۔ احباب براہ مہربانی درد دل سے ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

اعلاناتِ نکاح

(۱) میاں فضل وہاب ابوبکر صاحب ابن خانصاحب مولوی نور محمد صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس پوری (اڑیسہ) کا نکاح زینت آرا بیگم صاحبہ بنت سیٹھ خیر الدین احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لکھنؤ کے ساتھ مبلغ ۵۰۰ روپے مہر پر اور میاں فضل رب عمر صاحب ابن خان صاحب موصوف کا نکاح ناصرہ بیگم بنت سیٹھ صاحب موصوف کے ساتھ مبلغ ۵۰۰ روپے مہر پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے ۲۸ دسمبر ۱۹۴۲ء کو پڑھا۔ اللہ تعالےٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے بابرکت بنائے۔ آمین۔ خاکسار ذکی محمد اجمیری قادیان (۲) ۲۸ دسمبر کو چودھری کوکب یونانی صاحب ولد چودھری محمد اسمٰعیل صاحب لاہور کا نکاح مسماۃ مبارکہ بیگم صاحبہ بنت خواجہ غلام نبی صاحب مرحوم آف ڈیرہ دون کے ساتھ مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر پر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے خیر و برکت کا باعث کرے۔ خاکسار عبد الرحیم ہیڈ ڈرافٹسمین لاہور (۳) عزیزم قاضی رشید الدین کا نکاح مسماۃ عنفری بیگم بنت شیخ کریم اللہ صاحب مرحوم محلہ دار البرکات قادیان کے ساتھ مبلغ چار صد روپیہ مہر پر ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے ۳۰ دسمبر کو پڑھا۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اسے موجب خیر و برکت کرے۔ خاکسار قاضی [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درس الحدیث

از حضرت میر محمد اسحاق صاحب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احسان شناسی

حدیث۔ عن ابن عباس رضؓ قال خرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ عاصباً راسہٗ بخرقۃ فقعد علی المنبر فحمد اللہ واثنیٰ علیہ ثم قال انہ لیس من الناس احدٌ امن علیّ فی نفسہٖ ومالہٖ من ابی بکر بن ابی قحافۃ ولو کنت متخذًا من الناس خلیلاً لاتخذت ابابکر خلیلاً ولکن خلۃ الاسلام افضل سدوا عنی کل خوخۃ فی ھذا المسجد غیر خوخۃ ابی بکر۔

ترجمہ:۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جس بیماری سے فوت ہوئے۔ ابتدا بیماری میں ایک دن سر کو رومال باندھے (درد کی وجہ سے) مسجد میں تشریف لائے۔ اور منبر پر جلوس فرمایا۔ پھر خدا کی تعریف بیان کی اور اس کی ثنا کی۔ پھر فرمایا کہ لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں جس نے ابوبکر سے بڑھ کر مال وجان کے ساتھ مجھ پر احسان کیا ہو۔ اگر میں لوگوں میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا۔ تو ابوبکر کو بناتا۔ لیکن خلۃ اسلام اس سے افضل ہے مسجد کی تمام کھڑکیاں بند کر دو سوا ابوبکر رضؓ کی کھڑکی کے۔

تشریح:۔ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے ایک مرید کے احسانات کو برسر عام بیان کرنا احسان شناسی کی ایک فقید المثال نظیر ہے۔ ابوبکر وہ شخص ہے جس نے اپنے مال اور اپنی جان خدمتِ اسلام کے لئے فدا کر دی۔ تمام مشاغل کو خیرباد کہہ کر آپ محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمام عمر اور پُرخطر اوقات میں بھی حاضر رہے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ ہجرت کے لئے تشریف لے جانے لگے۔ تو ابوبکر رضؓ اپنے تمام سرمایہ کو جو چالیس ہزار درہم تھے اپنے ساتھ لے گئے۔ کہ شاید کسی موقعہ پر ضرورت درپیش آئے۔ حضرت ابوبکر رضؓ کے والد ابی قحافہ کو پتہ لگا۔ کہ وہ مدینہ چلے گئے ہیں۔ تو وہ گھر آئے۔ تاکہ معلوم کریں کہ ابوبکر کہیں سارا سرمایہ تو نہیں لے گیا۔ حضرت اسماء جو حضرت ابوبکر رضؓ کی بڑی صاحبزادی تھیں۔ ان کا بیان ہے کہ ہم نے سوچا۔ کہ اگر ان کو پتہ لگ گیا۔ تو یہ بوڑھا دنیادار ہلاک ہو جائے گا۔ ہم نے ان کی تسلی کے لئے یہ کیا۔ کہ تھیلوں میں کنکریاں وغیرہ بھر کر اسی جگہ لٹکا دیں تو ان کے ہاتھ تھیلیوں کو لگوا دیئے۔ وہ نابینا تھے۔ اس طرح ان کو اطمینان ہو گیا ایک دفعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھ پر جس جس نے احسان کیا تھا ان کا بدلہ میں اپنی زندگی میں دے چکا ہوں۔ بجز ابوبکر کے اس کا بدلہ خدا ہی پورا کرے گا۔ کیونکہ اس احسان کا معاوضہ میں ادا نہیں کر سکا۔ خدا کی عجیب سنت ہے کہ وہ ہر نبی وقت کو بعض ایسے جاں نثار خدام عطا فرما دیتا ہے۔ جن کی وجہ سے اس جماعت کو ترقی ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ حضرت ابوبکر بھی زمانہ جاہلیت میں قریش کے مدبروں میں سے شمار کئے جاتے تھے ایک دفعہ آپ نے ہجرت مدنی سے پہلے ہجرت کرنے کا ارادہ کیا۔ اور آپ اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور جب مکہ سے باہر نکلے۔ تو ایک رئیس جو کہ رؤسائے مکہ میں سے تھا۔ انہیں ملا۔ اور ہجرت کا سبب دریافت کیا۔ تو آپ نے کہا۔ کہ لوگ یہاں خدا کی عبادت میں مخل ہوتے ہیں۔ اب ارادہ کیا ہے۔ کہ کہیں باہر جا کر آرام کے ساتھ خدا کی عبادت کروں۔ اس رئیس نے یہ سنکر کہا۔ کہ ابوبکر ایسا شخص نہیں۔ لایخرج ولا یخرج منہ۔ کہ بخود مکہ سے چلا جائے۔ یا اس کو زبردستی یہاں سے نکالا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر قریش میں سے ایک ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی خدا نے حضرت خلیفہ اول جیسا مخلص خادم عطا فرمایا۔ حضرت خلیفہ اول نے حضرت ابوبکر رضؓ کی مثال کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مال وجان سے خدمت اسلام کے لئے مدد فرمائی۔ اور اس دور کے صدیقِ ثانی کا خطاب حاصل کیا۔ خود حضرت خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے ایک لاکھ روپیہ روزانہ بھی دیا جائے۔ تو میں قادیان کو ایک دن کے لئے ابھی چھوڑنے کو تیار نہیں۔ حضرت ابوبکر رضؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلو بہ پہلو لیٹے ہوئے ہیں۔ گویا آپ فوت ہونے کے بعد بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہو سکے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اگر میں اپنے صحابہ میں سے کسی کو ایسا دوست بنانا چاہتا۔ کہ اس کی محبت کے بعد دل میں اور کسی کی محبت نہ سماتی۔ تو میری نظر انتخاب ابوبکر رضؓ جیسے خادم پر پڑتی محبت کے بھی کئی طریق ہیں۔ ایک شخص صاحب خلق ہوتا ہے۔ لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔ ایک شخص ماں باپ کا غایت درجہ کا خدمتگذار ہوتا ہے۔ لوگ اس سے بھی محبت کرتے ہیں ایک شخص اپنے دوستوں سے مروت و اخلاق سے پیش آتا ہے۔ تو لوگ اس سے بھی محبت کرتے ہیں۔ ایک شخص خدمتِ دین میں بڑھ چڑھ کر مال وجان فدا کرنے والا ہوتا ہے لوگ اس سے بھی محبت کرتے ہیں۔ کسی شخص میں یہ تمام وجوہات جمع ہیں کہ وہ کامل محبوب شمار ہو۔ نہیں پائی جاتیں۔ لیکن ابوبکر میں تمام ایسی وجوہات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جنت کے آٹھ دروازے ہونگے ایک دروازہ تو ایسے روزہ داروں کے لئے ہوگا جنہوں نے خدا کی خوشنودی کے لئے روزے رکھے ہونگے۔ اسی طرح کوئی دروازہ نمازیوں کے لئے۔ کوئی زکوٰۃ کی ادائیگی کرنے والوں کے لئے ہوگا۔ آپ نے آٹھوں قسم کے لوگ گنوائے۔ تو حضرت ابوبکر رضؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ کوئی ایسا بھی ہوگا۔ جو ان آٹھوں دروازوں میں سے آ جا سکے۔ تو آپ نے فرمایا۔ نعم انت منھم۔ یعنی کیوں نہیں۔ تو انہی میں سے ہے۔ خدمتِ دین کی کئی جہات ہیں۔ ان سب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سرِ دفتر پر ممتاز نظر آئے گا۔

جہاد کو لے لو۔ آپ تمام غزوات نبویہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوش بدوش حاضر رہے۔ اگر السابقون الاولون کی کوئی حیثیت ہے، تو آپ السابقون الاولون میں بھی تقدم فی الاسلام کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپ نے اپنے گھر کا تمام مال فی سبیل اللہ فدا کر دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امن علی فی نفسہٖ ومالہٖ من ابی بکرٍ اسی لئے فرمایا تھا۔

لیکن ایک وجود ایسا بھی ہے۔ جس کے لئے تمام تعریفیں ہیں۔ اور وہ وجود اس لائق ہے۔ کہ دل ودماغ میں ہر وقت اس کی محبت کا جلوہ نمایاں ہو۔ وہ وجود وجودِ باری تعالےٰ ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ تمام خوبیاں اسی میں ہیں۔ وہ جامع جمیع صفاتِ حسنہ ہے۔ اور وہی اس لائق ہے۔ کہ اس سے ایسی محبت کی جائے۔ کہ جس محبت کے بعد دل میں جذبہ محبت کی چنگاری سلگتی نہ رہے۔ وہ محبت واصل باللہ کرا دے۔ کامل محبت اسی سے کی جا سکتی ہے۔ جو تمام خوبیوں کا جامع ہو۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا۔ "ولو کنت متخذاً من الناس خلیلا لاتخذت ابابکرٍ خلیلا۔" اگر میں صحابہ میں سے کسی ایسے شخص کو کامل خلّہ کے لائق سمجھتا۔ کہ اس کی محبت کے بعد میں کسی اور کی محبت کا دم بھرنے کا دعوےٰ نہ کرتا۔ تو وہ ابوبکر ہوتے۔ اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کہ کامل خلّہ کے لائق صرف ایک ذات ہے۔ وہ ذات جو تمام تعریفات کی جامع ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان یعنی سدوا عنی کل خوخۃٍ فی ھٰذا المسجد غیر خوخۃ ابی بکرٍ۔ یعنی مسجد میں آنے کے لئے صرف ابوبکر رضؓ کی کھڑکی کو کھلا رہنے دو۔ بقیہ تمام کو بند کر دو۔ سے اس امر کا قوی قرینہ پایا جاتا ہے۔ کہ آپ کا منشائے مبارک یہی تھا۔ کہ آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضؓ خلیفہ ہوں۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد و بارک وسلم انک حمید مجید۔ خاکسار ... شیخ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی فقہ کے اہم اصول

(۲)

۲۵ دسمبر کے اجلاس شبینہ میں جناب مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری نے حسب ذیل تقریر فرمائی:۔

سیاسی حالات کا فقہ و اجتہاد پر غیر معمولی اثر

ذوالنورین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان خلیفہ ثالث کی شہادت نے ملت اسلامیہ کی مملکت اور دین دونوں پر اثر کیا۔ امت کا شیرازۂ وحدت بکھر گیا۔ اور عقائد میں اختلاف کے لئے راہ پیدا ہو گئی۔ یہ زہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ میں زور پکڑتا گیا۔ اور ان کی شہادت کے بعد تو خوارج، شیعہ اور اہلسنت والجماعت کے الگ الگ فرقے علیحدہ علیحدہ احادیث اور جداگانہ فقہ و اجتہاد کے ساتھ منصۂ شہود پر آ گئے۔ موخر الذکر گروہ پھر کئی فرقوں میں منقسم ہو گیا۔ اہل حدیث قیاس و رائے کے خلاف تھے۔ اہل الرائے و القیاس اہلحدیث کے مسلک کے مخالف تھے۔ امام داؤد الظاہری کے اتباع دونوں سے الگ اجماع کے منکر تھے۔ علامہ ابن خلدون اس انشقاق کی بڑھی ہوئی صورت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

”وکانت ھذہ المذاھب الثلاثۃ ھی مذاھب الجمھور المشتھرۃ بین الامۃ وشذ اھل البیت بمذاھب ابتدعوھا وفقہ انفردوا بہ . . . . وشذ بمثل ذلک الخوارج“ (مقدمہ ابن خلدون ص ۳۷۲)

علامہ محمد الخضری اپنی کتاب میں دوسرے دور کا خاتمہ ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں۔ کہ

”یہ دور ختم ہوا تو مسلمان سیاسی حیثیت سے تین فرقوں میں منقسم ہو گئے (۱) جمہور مسلمان جو امیر معاویہ اور ان کی خلافت کو پسند کرتے تھے۔ (۲) شیعہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اہل بیت کی محبت پر قائم تھے (۳) خوارج جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تینوں سے بغض رکھتے تھے۔ اور ان تینوں فرقوں نے جیسا کہ آئندہ دور سے معلوم ہو گا فقہ اسلامی پر خاص اثر ڈالا ہے۔“ (تاریخ فقہ اسلامی ص ۱۵۶)

اسلامی فقہ صغار صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اوّل کے زمانہ میں

یہ تیسرا دور ۴۱ھ سے شروع ہوتا ہے اور قریباً ۶۰۔۷۰ برس تک ممتد ہے۔ یہ دور چھوٹی عمر کے صحابہ اور ان کے شاگرد تابعین کا دور ہے۔ اس زمانہ میں علماء فقہاء مختلف شہروں میں پھیل گئے۔ اور تمدن کی وسعت کے ساتھ بہت سی نئی ضرورتیں پیدا ہو گئیں۔ اور اس سلسلہ میں روایات کا بکثرت رواج ہو گیا۔ جس کے نتیجہ میں جھوٹی اور وضعی روایات کے بھی انبار جمع ہو گئے۔ اور بعض لوگوں نے سیاسی اور اعتقادی تعصب کے ماتحت بھی بہت سی خود ساختہ احادیث کو رواج دیا۔ جس کا ردّ عمل یوں ہوا۔ کہ ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا۔ جس نے احادیث پر عقلی جرح (درایت) کر کے رائے اور قیاس کو ترجیح دی۔ اور دوسرے گروہ نے احادیث اور روایات کے بارے میں تشدد اور تصلب اختیار کیا۔ اور رائے و قیاس کو ایک مذموم چیز قرار دیا۔ علامہ ابن خلدون ان دو گروہوں کا ذکر بایں الفاظ کرتے ہیں۔

”انقسم الفقہ فیھم الی طریقتین طریقۃ اھل الرأی والقیاس وھم اھل العراق وطریقۃ اھل الحدیث وھم اھل الحجاز وکان الحدیث قلیلاً فی اھل العراق لما قدمناہ فاستکثروا من القیاس ومھروا فیہ“ (مقدمہ ابن خلدون ص ۳۷۲) کہ اب فقہ اسلامی دو طریقوں میں منقسم ہو گئی۔ ایک اہل الرائے کا طریق اور وہ حجازی لوگ تھے۔ اہل عراق میں مذکورۃ الصدر سبب کے باعث حدیث کا کم رواج تھا۔ اس لئے انہوں نے زیادہ قیاس سے کام لیا۔ اور اس میں ماہر ہو گئے“

اہل عراق کے اس شغف اور رجحان کا۔ ان دو روایتوں سے بھی پتہ چلتا ہے۔ جو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”الادب المفرد“ میں درج کی ہیں۔

(۱) عن ابی ھریرۃ قال رأیتہ یضرب جبھتہ بیدہ ویقول یا اھل العراق أتزعمون انی اکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث (الادب المفرد مطبوعہ مصر ص ۱۹) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ کہ اے اہل عراق کیا تم گمان کرتے ہو۔ کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھتا ہوں۔ (۲) ابن ابی نعم کہتے ہیں کنت شاھداً ابن عمر رضی اللہ عنہ اذ سألہ رجل عن دم البعوضۃ فقال ممن انت فقال من اھل العراق فقال انظروا الی ھذا یسألنی عن دم البعوضۃ وقد قتلوا ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (الادب المفرد ص ۲۲) کہ میں حاضر تھا جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے بحالت احرام مچھر کے مارنے کا کفارہ دریافت کیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ کہ کس ملک سے آئے ہو؟ کہنے لگا اہل عراق میں سے ہوں۔ انہوں نے فرمایا لوگو اس شخص کو دیکھو کہ آج یہ مچھر کے خون کے متعلق مجھ سے فتوے پوچھتا ہے۔ حالانکہ ان عراقیوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نواسے کو شہید کر دیا۔ اور کوئی فتوےٰ نہ پوچھا۔

بہرحال فقہاء عراق رائے اور فقہ میں مشہور تھے۔ اور ان میں سے ابراہیم بن یزید النخعی الکوفی مشہور ترین فقیہ تھے۔ یہ حضرت امام ابو حنیفہ کے استاد حماد بن ابی سلیمان کے استاد تھے۔ فقہاء اہل الرائے احادیث کے منکر نہ تھے۔ یہ ان پر سراسر غلط الزام ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ کہ ان کے نزدیک ایک حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت ہو جائے۔ اور وہ پھر بھی قیاس کو ترجیح دیتے ہوں البتہ ایسا ضرور ہوا ہے۔ کہ بعض دفعہ فقہاء کو قوانین عامہ کے خلاف صحیح حدیث مل گئی ہے۔ تو انہوں نے قیاس کو ترک کر دیا اور استحسان کی اصطلاح کے ماتحت حدیث کے حکم پر فتوےٰ دیا۔ اس زمانہ میں قضاۃ کا طریق یہ تھا۔ کہ ”جو کچھ قرآن و حدیث سے ان کی سمجھ میں آتا۔ اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔ اگر ان کی کوئی ذاتی رائے قائم ہو جاتی۔ تو اس کے مطابق بھی فیصلہ کر دیتے تھے۔ بعض اوقات اپنے شہر کے مشہور فقہاء سے بھی فتوے لے کر فیصلہ صادر کرتے۔ اور بسا اوقات خلیفہ سے بھی بذریعہ خط و کتابت کے استفسار کر لیتے۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت میں اکثر ایسا ہوا۔“ (تاریخ فقہ اسلامی ص ۲۳۲، ۲۳۳)

اس دور میں مفتیوں کی بہت بڑی کثرت تھی۔ مدینہ، مکہ، کوفہ، بصرہ، شام، مصر اور یمن میں ایک ایک جماعت مفتیوں کی موجود تھی۔ جن میں بعض صحابی اور اکثر تابعی تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوہریرۃ کا نام بھی اسی دور کے مفتیوں میں شمار ہوتا ہے۔

اسلامی فقہ اساطین قیاس اور ائمہ کبار کے زمانہ میں

یہ دور دوسری صدی کے شروع سے چوتھی صدی کے وسط تک مشتمل ہے۔ اسی عہد میں بغداد کو عروس البلاد کی حیثیت سے آباد کیا گیا۔ اور اسی زمانہ میں ہسپانیہ میں اسلامی سلطنت کا قیام و عروج ہوا۔ یہ زمانہ علم و کمال کی ترقی کے لحاظ سے بہترین زمانہ تھا۔ کتب احادیث کی تدوین بھی اسی زمانہ میں ہوئی۔ جیسا کہ ائمہ حدیث کی تاریخ ہائے وفات سے ظاہر ہے۔ امام بخاری ۲۵۶ھ میں امام مسلم ۲۶۱ھ میں امام ترمذی ۲۷۹ھ میں امام ابن ماجہ ۲۷۳ھ میں اور امام نسائی ۳۰۳ھ میں فوت ہوئے۔ اسی دور میں فقہ اپنی موجودہ شکل تک پہونچی۔ اور بڑے بڑے ائمہ جو اس فن میں مقتدا ٹھہرائے گئے ظاہر ہوئے۔ اہلسنت کے چار امام مشہور رہے۔ لیکن امام غزالی نے پانچ نام لکھے ہیں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

”فالفقھاء الذین ھم زعماء الفقہ وقادۃ الخلق اعنی الذین کثر اتباعھم فی المذاھب خمسۃ الشافعی ومالک واحمد بن حنبل وابو حنیفۃ وسفیان الثوری رحمھم اللہ تعالیٰ“ (احیاء العلوم ص ۲۲)

حضرت ابو حنیفہ ۸۰ھ میں بمقام کوفہ پیدا ہوئے۔ اور ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔ امام مالک ۹۳ھ میں مدینہ میں پیدا ہوئے ۱۷۹ھ میں وفات پائی۔ امام شافعی ۱۵۰ھ میں غزہ میں پیدا ہوئے۔ اور ۲۰۴ھ میں مصر میں فوت ہوئے۔ امام احمد بن حنبل ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ھ میں فوت ہوئے۔ یہ چاروں امام اصحاب التصانیف ہیں۔ اور مشیت ایزدی سے انہیں ایسے شاگرد بھی مل گئے۔ جن کے ذریعہ ان کے خیالات اور فقہ کو فروغ حاصل ہوا۔ اور ان کے مذہب و مسلک کے متبعین آج تک موجود ہیں۔ مقدمہ ابن خلدون مصنفہ ۷۷۹ھ ہجری میں لکھا ہے کہ:۔

"امام ابو حنیفہ کے مقلد حنفی زیادہ عراق ہندوستان۔ چین۔ ماوراء النہر اور بلاد عجم میں پائے جاتے ہیں۔ شوافع کی اکثریت مصر میں ہے۔ حنابلہ زیادہ تر شام میں موجود ہیں۔ اور مالکی غالب رنگ میں المغرب اور اندلس میں ہیں۔" (ص ۳۷۶)

طریقۂ استنباط کے متعلق امام ابو حنیفہ رحمہ کے قول کا ترجمہ یہ ہے کہ:۔

"جب مجھے کتاب اللہ مل جاتی ہے۔ تو اس کو لے لیتا ہوں۔ لیکن جس مسئلہ کو کتاب اللہ میں نہیں پاتا۔ اس کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور آپ کے ان آثار کو لیتا ہوں جو ثقات میں ذائع و شائع ہیں۔ لیکن جب مجھ کو کتاب و سنت میں بھی وہ مسئلہ نہیں ملتا۔ تو آپ کے اصحاب کے قول کو لیتا ہوں۔ اور ان میں سے جس کو چاہتا ہوں لیتا ہوں۔ اور جس کو چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں۔"

(تاریخ فقہ اسلامی ص ۳۲۲)

حضرت امام شافعی کا قول امام ابن القیم نے یوں نقل کیا ہے:۔ "الاصل قرآن وسنة فان لم یکن فقیاس علیهما واذا اتصل الحدیث عن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وصح الاسناد منه فهو سنة والاجماع اکبر من الخبر المفرد" (رسالہ اجتماع الجیوش الاسلامیہ ص ۵۵) "کہ دینی مسائل کی بنیاد قرآن و سنت ہے۔ اگر ان میں جواب نہ ملے تو ان پر قیاس کرنا چاہئیے۔ جب حدیث متصل اور صحیح الاسناد ہو تو وہ سنت ہے اور اجماع خبر واحد سے قوی ہے۔"

چونکہ اقوال صحابہ میں امام شافعی کے زمانہ میں شدید اختلاف مروی تھا۔ اس لئے وہ صرف مجمع علیہ قول کو لیتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی لکھتے ہیں:۔

"ترك التمسك باقوالهم مالم یتفقوا وقال هم رجال ونحن رجال" کہ امام شافعی نے صحابہ کے قول سے تمسک پکڑنا ترک کر دیا تھا جب تک وہ ایک بات پر متفق نہ ہوں۔ اور کہہ دیا تھا کہ وہ بھی رجال ہیں۔ اور ہم بھی رجال ہیں (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۴۶)

حضرت امام مالک کی فقہ زیادہ تر حدیث پر مبنی ہے۔ تنویر الحوالک کے دیباچہ میں معن بن عیسےٰ سے امام مالک کا قول مروی ہے "انما انا بشر اخطیٔ واصیب فانظروا فی رأیی فما وافق السنة فخذوا به"

حضرت شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب مسوّٰی میں لکھا ہے "امام مالک بنائے فقہ را بر حدیث آنحضرت نہادہ است کہ مسند باشد یا مرسل ثقاۃ۔ بعد ازاں بر قضایائے عمرؓ و بعد ازاں بر فتوٰی ابن عمرؓ و بعد ازاں بر فتاوائے سائر صحابہؓ و فقہائے مدینہ سعید بن مسیب و عروۃ بن زبیر، قاسم و سالم، و سلیمان بن یسار، و ابو سلمہ و ابو بکر بن عبد الرحمٰن و ابو بکر بن عمرو و عمر بن عبد العزیزؒ"

(حیات مالک ص ۴۶ مطبوعہ اعظم گڑھ)

حضرت امام احمدؒ بن حنبل کے مسلک کو مصری مؤرخ محمد الخضری کے حسب ذیل الفاظ واضح کر رہے ہیں:۔ "وہ ان اہل حدیث مجتہدین میں ہیں۔ جو امام شافعی کی طرح صحیح السند ہونے کی حالت میں خبر واحد پر بلا شرط عمل کرتے ہیں۔ اور اقوال صحابہ کو قیاس پر مقدم کرتے ہیں۔ امام احمد کا شمار فقہاء سے زیادہ اہل حدیث میں ہے۔"

(تاریخ فقہ اسلامی ص ۳۵۷)

"امام احمد سے یہ روایت مروی ہے۔ کہ جس شخص نے اجماع کا دعوی کیا وہ جھوٹا ہے۔" (" " ص ۲۹۱)

ان ہر چہار ائمہ کے تلامذہ نے ان کے مذاہب کی ترویج و اشاعت میں بہت سی کتابیں تالیف کیں۔ اس دور میں علم فقہ ایک مستقل فن اور مسائل فقہیہ ایک مستقل شعبہ بن گیا۔ چنانچہ ان بڑے اماموں کے شاگردوں میں بھی فقہاء پیدا ہونے لگے۔

اسلامی فقہ مناظرہ و جدل کی اشاعت کے زمانہ میں

یہ دور قرن چہارم کے وسط سے شروع ہو کر ہلاکو خاں کے حملہ تک حاوی ہے۔ یہ اسلامی ممالک کے تشتت و تفرقہ کا زمانہ ہے۔ تفرقہ حالی نے مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ یہ درست ہے کہ سلجوقیوں کے عہد میں مشرق میں اور سلطنت فاطمیہ کے عہد میں مصر میں بڑے بڑے علماء اور صاحب فکر پیدا ہوئے۔ مگر کوئی مؤرخ اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ:۔

"فقہ میں استقلال کی جو روح تھی وہ اس سیاسی ضعف کی تقلید میں ضعیف ہو گئی۔ یعنے وہ بلند روح جو امام ابو حنیفہ۔ امام مالک امام شافعی۔ امام احمد۔ داؤد بن علی۔ اور محمد بن جریر طبری اور ان کے ہمسروں میں کام کر رہی تھی۔ اس کا صرف ضعیف سا اثر باقی رہ گیا۔" (تاریخ فقہ اسلامی ص ۴۳۰)

اس دور میں فقہی استقلال کی جگہ جامد تقلید نے لے لی حتیٰ کہ اس دور کے فقہائے حنفیہ کے مسلم امام ابو الحسن عبید اللہ الکرخی نے کہہ دیا تھا کہ:۔ "ہر وہ آیت جو اس طریقہ کے مخالف ہو جس پر ہمارے اصحاب ہیں۔ وہ یا تو مؤول ہے یا منسوخ ہے۔ اور اسی طرح جو حدیث اس قسم کی ہو۔ وہ مؤول یا منسوخ ہے۔" (تاریخ فقہ اسلامی ص ۴۳۱)

اس تقلید کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ فقہ پر انحطاط کا دور شروع ہو گیا۔ اور فقہاء کے باہمی مناقشات نے آئندہ کے لئے ارتقاء کو محال بنا دیا۔ اسی دور میں باطنی فتنے پیدا ہو گئے۔ اور فقہاء تعصبات کا شکار ہو گئے۔ تاہم فقہ کا نام اور اس کی حمائت و دفاع کا سلسلہ جاری تھا۔

اسلامی فقہ کا آخری دور

تورانیوں کی فتح بغداد سے لے کر آج تک کا زمانہ فقہ اسلامی کے لئے نزع کی حالت سے مشابہت رکھتا ہے۔ کیونکہ علماء خوگر تقلید ہو گئے ہیں۔ اور استنباط و اجتہاد نام کو بھی موجود نہیں۔ اب نوبت اس حد تک پہونچ چکی ہے۔ کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے لکھ دیا کہ:۔

"اگر نمونۂ یہود خواہی، کہ ببینی علمائے سوء کہ طالب دنیا باشد و خوگرفتہ بہ تقلید سلف و معرض از نصوص کتاب و سنت، و تعمق و تشدد یا استحسان عالمے را مستند ساختہ از کلام شارع معصوم بے پروا شدہ باشند و احادیث موضوعہ و تاویلات فاسدہ را مقتدائے خود ساختہ باشند تماشا کن کانہم ھم۔"

(الفوز الکبیر فی اصول التفسیر ص ۱۰)

(باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی دعا کا اثر

میں ایک سخت خطرناک بیماری میں عرصہ چار ماہ سے مبتلا تھی۔ پہلے تو معمولی سمجھ کر معمولی علاج کیا۔ آخر مرض بڑھ گیا۔ پھر پوری کوشش سے علاج کیا۔ مگر بالکل افاقہ نہ ہؤا۔ بلکہ مرض اور بھی بڑھتا گیا۔ آخر مایوس ہو کر علاج چھوڑ دیا۔ زیادہ گھبرا جانے کی حالت میں رو پڑتی تھی۔ آخر دل میں خیال آیا۔ کہ میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو دعا کے لئے لکھوں۔ جب دل میں یہ خیال آیا تو دس بجے رات کا وقت تھا۔ اسی وقت میں نے ایک نہایت ہی گھبراہٹ اور کرب کا خط حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں لکھا۔ کہ دعا فرمائیں خدا تعالےٰ مجھ کو اس مرض سے نجات بخشے۔ جب میرے خط کا جواب حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی طرف سے آیا کہ دعا کی گئی ہے۔ مجھ کو اسوقت بالکل آرام تھا۔ اور میری صحت ایسی تھی کہ گویا کوئی مرض تھا ہی نہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ شکر ہے مہربان خدا کا لاکھ لاکھ بار جس نے مجھ پر اتنا فضل و کرم کیا ہؤا ہے۔ اس واقعہ کو کئی ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ کہ میں نے کبھی اس مرض کی حرارت اپنے بدن میں محسوس نہیں کی۔ اور آئندہ کے لئے بھی مجھ کو خدا کے فضل و کرم سے ایسا یقین ہے جیسے پتھر پر لکیر بلکہ اس سے بھی زیادہ کہ پھر مجھ کو یہ مرض کبھی بھی نہ ہوگا۔

اخبار "اہلحدیث" سے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی کشمیر میں آمد کا ثبوت

"افغانوں اور کشمیریوں کی اصل" کے عنوان سے مولوی ثناء اللہ صاحب کے اخبار "اہلحدیث" مورخہ ۵/۱۲ اگست ۱۹۴۲ء میں ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ جسے ہم درج ذیل کرتے ہیں۔ یہ مضمون اخبار "سول ملٹری گزٹ لاہور" کے ایک مضمون کا ترجمہ ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے جلسہ سالانہ ۱۹۴۲ء پر اسی موضوع پر جو تقریر کی تھی یہ مضمون حرف بحرف اس کی تائید کرتا ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے نظریہ کا پورا پورا مؤید ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کی ہدایت کیلئے یقیناً کشمیر میں آئے۔ اور یہیں فوت ہوئے اور ان کی قبر سری نگر محلہ خانیار میں موجود ہے۔ امید ہے۔ کہ یہ مضمون غیر احمدی حضرات کیلئے بھی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ اس ضمن میں یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ اصل مضمون کے نویں ثبوت کو مولوی ثناء اللہ صاحب کی اخبار نویسانہ دیانت نے نقل کرنا گوارا نہیں کیا۔ کیونکہ یہ ان کے عقائد پر ایک کاری ضرب تھی۔ اسلئے یہ حصہ بھی میں نے اصل مضمون سے یہاں نقل کر دیا ہے۔ خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل قادیان

لکھا ہے:-

"اس مضمون پر پہلے بہت کچھ قلم فرسائی کی جا چکی ہے۔ اور مشہور و سربرآوردہ محققین کی تحقیقاتیں اس نتیجے پر پہنچی ہیں۔ کہ افغان اور کشمیری بنی اسرائیل ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ میری یہ چند سطور بھی خالی از دلچسپی نہ ہونگی۔ یہ ایک مشہور تاریخی واقعہ ہے۔ کہ بنی اسرائیل کی بارہ قوموں سے دس قومیں گرفتار ہو کر ملک فارس میں آباد کی گئیں۔ موجودہ یہودی جو دنیا کے ایک بڑے حصے پر منتشر ہوئی ہوئی ہیں۔ یہ بنی اسرائیل کی ان دو قوموں کی اولاد ہیں جو کہ جلاوطنی سے بچ گئی تھیں۔ یہ امر بہت زیر بحث چلا آیا ہے۔ کہ باقی دس قومیں کدھر گئیں۔ اور اب یہ مسئلہ قطعی طور پر حل ہو گیا ہے۔ کہ اہل افغانستان و کشمیر انہیں دس قوموں کی اولاد ہیں جو جلا وطن کی گئی تھیں۔ افغانوں اور کشمیریوں کے بنی اسرائیل ہونے کی بہت سی شہادتیں موجود ہیں۔ اور بعض ان میں سے ایسی قطعی ہیں۔ کہ ان میں سے ایک ایک بجائے خود ان قوموں کے بنی اسرائیل ہونے کا کافی ثبوت ہے۔ وہ شہادتیں مختصراً حسب ذیل ہیں۔

(۱) قومی روایت کی شہادت

افغان بالاتفاق گواہی دیتے ہیں۔ کہ ہم بنی اسرائیل ہیں۔ انکے مشہور خاندانوں کے پاس شجرے اور نسب نامے ہیں۔ جن سے انکا بنی اسرائیل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ایک قوم کی متفق علیہ شہادت ایک ایسا زبردست ثبوت ہے۔ جسکو ہم لاپرواہی سے نظر انداز نہیں کر سکتے ان کا دعوے ضرور سچائی پر مبنی ہے۔ صرف موجودہ نسل ہی بنی اسرائیل ہونیکا دعویٰ نہیں کرتی بلکہ نسلاً بعد نسلٍ افغان یہی دعوے پیش کرتے رہے ہیں۔ ان کے نسب نامے ان کے دعویٰ کی تائید کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ دعویٰ بے بنیاد نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ بنی اسرائیل نہیں ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ یہ قوم قدیم سے بالاتفاق بنی اسرائیل ہونیکا دعویٰ کرتی چلی آتی ہے۔ پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی اور ایسی قوم نہیں ہے۔ جو گم شدہ اسرائیلی قبیلوں کی اولاد ہونیکا دعوے کرتی ہو۔ تو یہ امر افغانوں کے دعویٰ کو اور بھی تقویت پہنچاتا ہے۔ اگر ہم افغانوں کے دعویٰ کو رد کر دیں۔ تو ہمیں کوئی اور قوم بتلانی چاہیئے جو کہ گم شدہ اسرائیلیوں کی نسل میں ہونیکا دعویٰ کرتی ہو۔ اسرائیلی قومیں فارس میں قید ہو کر آئی تھیں۔ اور افغانستان فارس کی سرحد پر واقع ہے۔ یہ بہت قرین قیاس ہے۔ کہ وہ مشرق کی طرف بڑھی ہوں گی اور افغانستان اور کشمیر میں آباد ہو گئی ہوں۔ بائبل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاہان فارس ان سے بہت بدسلوکی کرتے تھے۔ ضرور وہ ان کے ظلم سے بچنے کے واسطے مشرقی بلاد میں آکر آباد ہو گئیں۔ ان کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ پس انکے واسطے ضرور تھا کہ وہ اپنے رہنے کے لئے اور گھر تلاش کریں۔

(۲) ظاہری خط و خال کی شہادت

ایک طرف تو افغان اپنی زبان سے بنی اسرائیل ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں۔ دوسری طرف ان کے خط و خال بزبان حال بیان کر رہے ہیں کہ ہم بنی اسرائیل ہیں۔ اور کشمیریوں کے خط و خال افغانوں کی نسبت اور بھی زیادہ یہودیوں سے ملتے جلتے ہیں۔ ان کے پڑوس میں چینی اور ہندو ہیں۔ مگر ان کے خط و خال افغانوں اور یہودیوں سے نہیں ملتے۔ ایک یہودی ایک پٹھان اور کشمیری کو ایک صف میں کھڑا کر دو تو تم ضرور بول اٹھو گے کہ یہ اپنی ظاہری شکل و شباہت میں بالکل مشابہ ہیں۔

(۳) لباس کی شہادت

افغانوں اور کشمیریوں کا لباس بھی اس نتیجہ کیطرف رہنمائی کرتا ہے۔ کہ یہ قومیں بنی اسرائیل ہیں۔ یہ برخلاف ہندوؤں اور چینیوں کے لمبے اور کھلے چغے پہنتے ہیں جس کا رواج بنی اسرائیل میں تھا۔ جیسا کہ انجیل سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

(۴) رسم و رواج کی شہادت

ان کی بہت سی رسومات یہودیوں کی رسومات سے مشابہ ہیں۔ مثلاً افغان منگنی اور شادی میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ اور شادی سے پہلے اکثر لڑکے اور لڑکی میں بے تکلفی رہتی ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ شادی سے پہلے عورتیں حاملہ بھی ہو جاتی ہیں۔

(۵) اخلاق و اطوار کی شہادت

یہودیوں کی طرح افغان بھی زرد رنج خود غرض سرکش۔ کند ذہن۔ جاہل۔ تند مزاج۔ خونخوار۔ سخت دل۔ کجرو۔ وغیرہ وغیرہ ہوتے ہیں۔

(۶) اسماء کی شہادت

افغان صرف بنی اسرائیل ہونیکا دعویٰ ہی نہیں کرتے بلکہ انکے قبائل۔ ان کے پہاڑوں اور انکے دریاؤں کے نام بھی بزرگان اسرائیل کے نام پر رکھے گئے ہیں۔ مثلاً موسیٰ خیل۔ تخت سلیمان۔ کوہ مری۔ کوہ سلیمان۔ زئی داؤد زئی۔ یوسف زئی۔ درہ خیبر وغیرہ۔ علاوہ ازیں اب تک افغانوں اور کشمیریوں میں اسرائیلی ناموں کا بہت رواج پایا جاتا ہے۔

(۷) شہروں کے ناموں کی شہادت

گویا یہ شہادت نمبر ۶ کے نیچے آسکتی تھی۔ مگر چونکہ یہ نہایت ضروری ہے۔ اور خاصکر نرالے طرز کی ہے اس لئے میں نے اس کو ایک نئے عنوان کے نیچے رکھا ہے۔ افغانستان اور کشمیر میں بہت سے ایسے شہر ہیں جن کے نام شام کے قدیمی شہروں کے ناموں پر رکھے گئے ہیں۔ جب ایک ملک کے لوگ کسی دوسرے ملک میں جاکر آباد ہوتے ہیں۔ تو وہ اپنے نئے قرارگاہ میں ایک مصنوعی وطن بنا لیتے ہیں۔ اپنے وطن کے خیال کو اپنے دماغ میں تازہ رکھنے کے واسطے وہ اپنے نئے شہروں اور دیہات کے نام اپنے اوطان مالوفہ کے ناموں پر رکھتے ہیں۔ جن میں وہ پہلے آباد تھے اور جنکی یاد کو اپنے صفحہ دل سے محو کرنا نہیں چاہتے انکے نئے ملک کے مقامات کے نام بتلاتے ہیں۔ کہ وہ کس ملک سے نکل کر آئے۔ اسکی ایک عمدہ مثال امریکہ کی آبادیوں میں ملتی ہے، جہاں اہل فرنگستان جاکر آباد ہوئے۔ یہ لوگ اپنے عزیز شہروں کے نام بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ اور اپنے اپنے گھر دیہات کے وہی نام رکھے جو انکے قدیمی گھروں کے نام تھے۔ اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حب الوطنی ایک ایسی چیز ہے۔ کہ جہاں کہیں آدمی جائے اپنے ملک کے نام بھی وہیں ساتھ لے جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان دس بنی اسرائیلی قوموں نے بھی اسی حب الوطنی کا ثبوت دیا۔ افغانستان اور کشمیر میں بہت سے شہر اور اضلاع ایسے ہیں۔ جنکے نام ملک شام کے قدیمی شہروں کے ناموں سے ملتے ہیں۔ میں نیچے ایسے ناموں کی ایک فہرست دیتا ہوں۔ اور امید ہے۔ کہ اگر اس امر کی طرف زیادہ توجہ کی جائے۔ تو اور بھی ایسے بہت سے نام نکل آدیں گے۔

افغانستان کشمیر وغیرہ کی جگہوں کے نام	کہاں واقع ہیں: عرض بلد شمالی	کہاں واقع ہیں: طول بلد مشرقی	قدیمی شام میں اس کے ہم نام مقام	قدیمی شام کے نقشوں میں کہاں کہاں واقع ہیں: عرض بلد شمالی	قدیمی شام کے نقشوں میں کہاں کہاں واقع ہیں: طول بلد مشرقی	بائبل میں کہاں ذکر ہے
کابل	۳۴،۲۹	۶۹،۵	کابل	۳۲،۵۱	۳۵،۱۲	سلاطین اول ۹ باب ۱۳ میں
پونچھ	۳۳،۴۴	۷۴،۱۳	فونیشیا	۳۳،۳۰	۳۵،۲۵	
زیدا	سرحد پر		زیدیع، اور جبل سیدا	۳۳،۳۴	۳۵،۲۲	۱۸ باب ۲۸ آیت قاضیوں
حمس	لداخ کے نزدیک		حمس	۳۵،۱	۳۵،۱۳	
			حمت	۳۲،۴۷	۳۵،۳۵	
			حمس	۳۴،۵۰	۳۶،۳۹	
گلگت	۳۶،۰	۷۴،۱۳	گلگوتھا	۳۱،۴۷	۳۵،۱۶	متی ۲۷ باب ۳۵
			گلگال	۳۲،۹	۳۴،۵۹	یشوع ۴ باب ۱۹ و ۹ باب ۶ و ۱۵ باب ۷
			گلگال	۳۱،۵۰	۳۵،۳۰	قاضیوں ۲ باب ۱ اور دوسری جگہوں پر
تبت	۳۲،۰	۸۹،۵	تبتھ			۱۸ باب ۸ تواریخ
لاسہ	۲۹،۳۰	۹۱،۱	لاشا۔ لیش	۳۳،۱۷	۳۵،۴۰	۱۸ باب ۲۱ و ۲۷ و ۲۹ قاضیوں
لداخ	۳۴،۰	۷۷،۳۰	لادح			۴ باب ۲۱ تواریخ
ریح	۳۴،۱۳	۷۷،۳۹	یہی ایک ضلع ہے			۱۹ باب ۱۵ و ۹ باب قاضیوں
سورو			شور	۳۰،۵۵	۳۳،۵	۱۶ باب ۷ و ۲۰ باب ۱ و ۲۵ باب ۱۸ پیدائش
سکیت	۳۴،۳۰	۷۷،۰	سکوتھہ (حال سکوت)	۳۲،۵۱	۳۵،۳۶	پیدائش ۳۳ باب ۱۷ اور اور دوسری جگہ پر

ریجوونیو دکن کا مقبول عام نہایت بےضرر و زود اثر آئیل ہے جسکی مالش جوڑوں، کمر کے درد، درد گردہ، اعصابی کمزوریاں جسمانی درد، گٹھیا، فالج، ہر قسم کی کھانسی کیلئے اکسیر ہے جاڑے میں گرم اور سرد امراض نمونیہ وغیرہ سے محفوظ رکھتا ہے پتہ:- ایچ۔ سی۔ ہیرلو۔ پوسٹ بکس نمبر ۱۲۶ حیدرآباد (دکن) ایجنٹس برائے قادیان:- ۱۔ سلطان برادرز ۲۔ محمد یامین تاجر کتب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۸) اناجیلی شہادت

اس بات کی اناجیل بھی تائید کرتی ہیں۔ کہ افغان کشمیری گمشدہ اسرائیلی قبیلوں کی اولاد ہیں۔ کیونکہ اناجیل میں لکھا ہے کہ جب حضرت مسیح پیدا ہوئے۔ تو مشرق کے چند حکماء ایک ستارے کی رہنمائی سے ملک شام کو حضرت مسیح کی زیارت کرنے کیلئے گئے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مشرق میں ایسے لوگ موجود تھے جن کو حضرت مسیح کے آنے کا انتظار رہتا۔ اور انہوں نے انکے ظہور کیلئے بعض نشان بھی مقرر کئے تھے۔ سوائے بنی اسرائیل کے کسی قوم کو مسیح کے آنے کا وعدہ نہیں دیا گیا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ حکماء بھی بنی اسرائیل میں سے تھے۔ جو ایک ستارہ دیکھ کر ملک شام کو مسیح کی زیارت کیلئے گئے۔ جب انہوں نے ستارے کو دیکھا۔ تو انہوں نے نتیجہ نکالا کہ وہ مسیح جس کے ظہور کا یہ ستارہ نشان ہے ملک شام میں پیدا ہوگیا ہے۔ جو کہ بنی اسرائیل کا اصل وطن ہے۔ اسلئے وہ لمبا فیصلہ طے کرکے مسیح کی زیارت کو آئے

(۹) قبر کی شہادت

سری نگر میں ایک قبر ہے۔ جو کہ نبی صاحب کی قبر کے نام سے مشہور ہے۔ یہ قبر بھی میرے نزدیک ان کے بنی اسرائیل ہونے کی ایک دلیل ہے۔ لفظ نبی قابل غور ہے اگر یہ شخص ہندوستان کا رہنے والا ہوتا تو بدھ یا اوتار یا رکھی وغیرہ ناموں سے مشہور ہونا چاہئے تھا نہ کہ نبی کے نام سے۔ لفظ نبی سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بنی اسرائیل قوم کا نبی تھا۔ چونکہ نبی کا لفظ اسرائیلی نبی پر ہی بولا جاتا ہے مسلمان بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کہتے ہیں مگر یہاں ہمیں مسلمانوں سے تعلق نہیں کیونکہ کشمیر کا نبی مسلمانوں کا پیغمبر نہیں ہوسکتا۔ مسلمانوں کا ایک ہی نبی ہے جو کہ عرب میں پیدا ہوا۔ اور عرب ہی میں وفات پائی۔ پس سری نگر کا نبی ضرور ایک اسرائیلی نبی تھا۔ اور کشمیر کے ولدالخلافہ میں ایک نبی کی قبر کا ہونا اس امر کی قطعی شہادت ہے۔ کہ اہالیان کشمیر بنی اسرائیل ہیں۔ اور اس امر پر تعجب نہیں کرنا چاہیئے کہ کیونکر کشمیر میں ایک نبی آیا۔ بنی اسرائیل خدا کی ایک برگزیدہ قوم تھی اور خدا تعالیٰ ہمیشہ ان کی طرف نبی بھیجتا رہا۔ اور سری نگر کی قبر تبلاتی ہے۔ کہ جسطرح خدا تعالیٰ ان باقی ماندہ اسرائیلی قوموں کی طرف جو کہ ملک شام میں رہ گئی تھیں نبی بھیجتا رہا

اسی طرح اس نے گمشدہ اسرائیلی قوموں کی طرف نبی بھیجا۔ اگر یہ قومیں غیر ملک میں رہتی تھیں۔ تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ اپنے قومی حقوق کھو بیٹھی تھیں۔ اب بھی یہ قومیں ایسی بنی اسرائیل تھیں جیسا کہ وہ پہلی تھیں۔ جبکہ بنی اسرائیل غلاموں کی طرح ملک مصر میں رہتے تھے۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنا کر ان کی طرف بھیجا۔ ایسا ہی جب یہ قومیں جلا وطن ہوکر مشرق میں رہتی تھیں۔ تو خدا تعالےٰ نے انکی طرف ایک نبی بھیجا جس کا مزار محلہ خانیار سری نگر میں اب تک موجود ہے انجیل میں چند حکماء کا مشرق کی طرف سے ملک شام میں جانیکا ذکر ہے۔ اس سے صریحاً معلوم ہوتا ہے کہ مشرقی لوگ ایک نبی کے ظہور کا انتظار کر رہے تھے اور سری نگر کی قبر ہمیں تبلاتی ہے کہ خدا تعالےٰ نے انکی امید کو پورا کیا حق تو یہ ہے۔ کہ مشرقی اسرائیلی قومیں شام کے بنی اسرائیل کی نسبت اس بات کی نسبت زیادہ مستحق تھیں کہ ان کی طرف ایک نبی بھیجا جاوے۔ کیونکہ شام میں صرف دو قومیں رہتی تھیں اور مشرق میں دس قومیں آباد تھیں اگر خدا تعالیٰ نے شام کی دو قوموں کی طرف ایک مسیح بھیجکر اپنے وعدے کو پورا کیا۔ تو کیوں اس نے مشرقی دس قوموں کو اس نعمت سے محروم کیا۔ سری نگر کی قبر شہزادہ نبی یوز آسف کی قبر کہلاتی ہے۔ کشمیر کے لوگ اور کشمیر کی تاریخ بالاتفاق یہ شہادت دیتے ہیں۔ کہ یہ نبی قریباً انیس سو برس ہوئے کہ شام کی طرف سے اس ملک میں آیا۔ اور کچھ مدت وعظ کرتا رہا۔ آخر اسجگہ وفات پائی۔ اور محلہ خانیار میں مدفون ہوا۔

۱۰۔ مشہور محققین کی شہادت

میں آخر میں چند محققین کی رائے درج کرتا ہوں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ افغان اور کشمیری بنی اسرائیل ہیں۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۲۳ نومبر ۱۸۹۸ء میں ایک مضمون سواتیوں اور فریدیوں کی بابت شائع ہوا تھا جسکو ایڈیٹر نے نہایت ہی قیمتی اور دلچسپ مضمون بیان کیا ہے۔ اس مضمون کا لکھنے والا مسٹر ٹامس ہولڈک اس طرح پر لکھتا ہے۔

"افغان اپنے آپکو بنی اسرائیل کہتے ہیں۔ اگر اس قوم کا بنی اسرائیل کیساتھ قدیمی تعلق نہ مانا جاوے۔ تو پھر یہ بیان کرنا مشکل ہوگا۔ کہ ان میں عام طور پر بنی اسرائیلی نام رائج ہیں انکا قول کسی سچی بنیاد پر قائم نہیں ہے تو کیا وجہ ہے۔ کہ ان میں بعض یہودیوں کی رسومات پائی جاتی ہیں۔ مثلاً عید فسح کا منانا وغیرہ افغانوں میں جو نہایت ہی تعلیم یافتہ ہیں وہ اپنا بنی اسرائیل ہونا بڑے اصرار سے بیان کرتے ہیں۔ میرے نزدیک افغانوں کا مسئلہ صحیح طور پر اس طرح حل ہوتا ہے اگر یہ مانا جاوے کہ یہ بنی اسرائیل ہیں جو قدیمی راجپوتوں میں مل جل گئے"

ایچ ڈبلیو بلیو سی مالیس۔ آئی اپنی تصنیف اقوام افغانستان کے صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں:۔ "ان لوگوں کی روایت ہے کہ ہمارا اصل وطن ملک شام ہے جہاں سے بخت نصر ہمیں قید کرکے لے آیا۔ اور فارس اور آمیدیہ کے مختلف حصوں میں آباد کیا۔ ان مقاموں سے انہوں نے مشرق کی طرف نقل مکان کیا۔ اور غور کے پہاڑی علاقوں میں آباد ہوگئے۔ اس کی تائید میں بنی اسدراس کی بھی شہادت ہے۔ جو لکھتا ہے کہ اسرائیل کی دس قوموں نے آرزرت کے ملک میں پناہ لی۔ یہ خیال کیا گیا ہے کہ آرزرت وہ علاقہ ہے جسکو آجکل ہزارہ کہتے ہیں۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سماہی خاندان کے زمانہ میں افغانستان میں ایک قوم رہتی تھی جنکو بنی اسرائیل کہتے تھے اور انمیں بعض اردگرد کے ممالک کے ساتھ تجارت بھی کیا کرتے تھے"

کرنیل جی۔ بی نیلسن سی۔ ایس۔ آئی اپنی کتاب تاریخ افغانستان میں اسطرح پر لکھتا ہے۔ عبداللہ خان اور دوسرے افغان مصنفوں کی پیروی کرکے فیرسٹر صاحب کی یہ رائے ہے کہ افغان دس گمشدہ اسرائیلی فرقوں کی اولاد ہیں۔ اور بھی کئی محققین اس رائے کیساتھ اتفاق کرتے ہیں۔ چنانچہ سر ولیم جونز جیسا عظیم الشان آدمی بھی یہی عقیدہ رکھتا ہے۔ اے۔ کے جونسٹن افغانوں کی مندرجہ ذیل روایت بیان کرتا ہے۔ "جب نادر شاہ پشاور میں پہنچا۔ یوسف زئی قوم کے سرداروں نے ایک بائبل اس کے آگے پیش کی جو کہ عبرانی میں لکھی ہوئی تھی اور کئی اور چیزیں بھی پیش کیں۔ جو کہ وہ اپنی قدیمی عبادت میں استعمال کیا کرتے تھے جنکو انہوں نے حفاظت سے رکھا ہوا تھا۔ جو یہودی لشکر کے ساتھ تھے۔ انہوں نے ان چیزوں کو فوراً پہچان لیا"

ای بلفور ایل۔ آر مصنف ان سکلو پیڈیا آف انڈیا لکھتا ہے "افغانوں کی شکل یہودیوں سے ملتی ہے۔ ایک رسم میں افغان یہودیوں کی پیروی کرتے ہیں۔ کہ چھوٹا بھائی اپنے بڑے بھائی کی بیوہ سے شادی کر لیتا ہے۔ ڈاکٹر میین بعض رسومات کا ذکر کرتا ہے۔ جو یہودیوں کی رسومات سے ملتی ہیں جو کہ درہ خیبر کے کونوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان کے بال مشرقی یہودیوں کی طرح ہوتے ہیں"

جیمس پالی۔ ایم۔ اے۔ ایف جی۔ ایس اپنی کتاب ان سکلو پیڈیا آف جاگرافی میں لکھتا ہے۔ "تمام سیاح اس بات پر متفق ہیں۔ کہ افغانوں میں اور گردونواحی قوموں میں بڑا فرق ہے۔ اور سب افغان ایک ہی نسل کے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ اپنی شکل اور خط و خال میں یہودیوں سے بہت ملتے جلتے ہیں" وہی مصنف اہل کابل کی نسبت ذکر کرتا ہوا کہتا ہے۔ کہ یہ لوگ دراز قد ہوتے ہیں۔ سیاہ آنکھوں والے نمایاں خط و خال والے اور ان کے چہرے بالکل یہودیوں کی طرح ہیں۔

کرنل یول سی۔ بی انسکلو پیڈیا برٹانیہ میں افغانستان پر لکھتا ہوا کہتا ہے۔ کہ اس ملک کی عورتیں یہودیوں جیسی خوبصورت خط و خال رکھتی ہیں اور یہی بات مردوں میں بھی پائی جاتی ہے اے۔ کے جمیسٹن اپنی کتاب ڈکشنری آف جاگرافی میں کشمیر کی عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ پورے قد کی اور خوبصورت ہوتی ہیں۔ انکی ناک ترچھی اور خط و خال بالکل یہودیوں کی سی ہوتے ہیں۔ برنیس برنیس اپنے سفرنامے میں لکھتا ہے۔ کہ جب میں ملک کشمیر میں داخل ہوا۔ اور پیر پنجال سے آگے گذرا تو یہ دیکھ کر میں بہت حیران ہوا۔ کہ دیہات کے باشندے بالکل یہودیوں سے مشابہ تھے انکے خط و خال اور اطوار اور وہ ناقابل بیان خصوصیت جس کے ذریعہ سے سیاح مختلف قوموں میں تمیز کرسکتے ہیں۔ تمام اس بات کی شہادت دیتے تھے کہ یہ لوگ بنی اسرائیل ہیں۔ اور اسے صرف میرا وہم ہی نہیں خیال کرنا چاہیئے بلکہ ان لوگوں کا یہودیوں سے شکل میں مشابہ ہونا ہمارے فرقہ جیزوایٹ کے پادری اور کئی اور اہل فرنگ نے بھی تحریر بیان آنسے بہت پہلے بیان کیا ہے۔ آرچیبلڈ کانسٹبل جس نے برنیر کے سفرنامے کو فرانسیسی سے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے صفحہ ۴۳۰ پر لکھتا ہے۔ وہ نسبت اہل کشمیر کا اپنے خط و خال میں یہودیوں سے متشابہ ہونا زمانہ حال کے بہت سیاحوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۔۳۰ دسمبر۔ روس کی سرخ فوج نے کوٹل نیکوف پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ مقام راسٹوف سے بجانب جنوب مغرب ایک سو میل کے فاصلہ پر ہے اور اسے جرمنوں نے بہت زیادہ مستحکم بنا رکھا تھا۔ روس کی یہ بہت بڑی فتح ہے۔ سٹالن گراڈ کے سامنے جرمنوں کی جو فوجیں نرغے میں پھنس چکی ہیں۔ انہیں چھڑانے کیلئے جرمنوں نے یہاں لشکر جرار جمع کر رکھا تھا اور سامان جنگ کے بے اندازہ ذخائر فراہم کر رکھے تھے۔ اس مقام پر روسیوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد ان باقی محوری ڈویژنوں کی حالت سخت مخدوش ہو گئی ہے۔ جو نرغے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ روسی افواج نے کلیدی ریلوے سٹیشن کا محاصرہ کر لیا ہے۔ روسی فوجیں جو اس سٹیشن سے آگے نکل چکی ہیں اپنی پیشقدمی جاری رکھ رہی ہیں تاکہ کوٹل نیکوف کی روسی فوجوں کے ساتھ ان کا سلسلہ قائم ہو جائے۔ اس طرح راسٹوف کو سخت خطرہ لاحق ہو جائیگا۔ ڈان اور والگا کے درمیانی علاقہ میں روسی فوجیں نازیوں پر اپنی گرفت زیادہ سخت کر رہی ہیں۔ سٹالن گراڈ کے صنعتی رقبہ میں روسی فوج پانچسو گز آگے بڑھ چکی ہے۔ شہر کے اندر کئی اور مستحکم مورچوں پر روسیوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ ویلکی لوکی کے علاقہ میں سرخ فوج نے جرمن مدافعت کے ایک اور مرکز پر قبضہ کر لیا ہے۔

لنڈن ۔۳۰ دسمبر۔ بی، بی، سی کے ذریعہ آج اہل فرانس کو دوسرے حملے کے متعلق متنبہ کیا گیا۔ جو فرنچ آبادی جنگی تنصیبات کے قریب اور ساحلی منطقوں میں آباد ہے۔ انہیں اس براڈکاسٹ میں بدیں الفاظ متنبہ کیا گیا۔ تمہیں اپنا بھلا اسی میں نظر آئیگا کہ تم کسی اور جگہ چلے جاؤ۔

لنڈن ۔۳۰ دسمبر۔ اس سال امریکہ میں ساڑھے سات سو تجارتی جہاز تیار ہوئے۔ اس ملک کی تاریخ جہاز سازی میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ان جہازوں کا مجموعی وزن اسی لاکھ ٹن ہے۔ یہ وہ مقصد عظیم ہے جس کی بنیاد پریذیڈنٹ روزویلٹ نے سال کے آغاز میں رکھی تھی۔

لنڈن ۔۳۰ دسمبر۔ واشنگٹن میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ دو جہاز جزائر سلیمان میں غرق کر دیئے گئے۔

لنڈن ۔۳۰ دسمبر۔ سر نیول ہینڈرسن گذشتہ شب انتقال کر گئے۔ آپ کچھ عرصہ سے بیمار تھے۔ گذشتہ شب آپ محو خواب تھے کہ ہمیشہ کی نیند سو گئے۔ آپ جنگ چھڑنے کے وقت برلن میں برطانوی سفیر کی حیثیت سے متعین تھے۔

لنڈن ۔۳۰ دسمبر۔ نیویارک ریڈیو سے معلوم ہوا ہے کہ ٹیونس میں امریکن افواج اب ایک ایسے مقام پر پہنچ گئی ہیں جو ٹیونس کی انتہائی جنوبی بندرگاہ جابز سے صرف دو سو میل دور ہے۔ امریکن فوجیں اور فرنچ دستے جنوبی اور وسطی ٹیونس میں ساحلی سڑکوں کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یہ علاقے ابھی تک محوریوں کے قبضے میں ہیں۔

لنڈن ۔۳۰ دسمبر۔ شمالی افریقہ کے اتحادی ہیڈ کوارٹرز سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ جنرل انفانسو جوئن فرنچ شمالی افریقہ میں حکومت وشی کیطرف سے فرنچ افواج کے کمانڈر انچیف تھے۔ اب جو ان فرنچ افواج کے سالار اعلیٰ ہیں جو اتحادیوں کے دوش بدوش محوریوں سے لڑ رہی ہیں۔ امیر البحر ڈارلان کے ماتحت یہ عہدہ جنرل جیراڈ کے سپرد تھا۔ جو اب ڈارلان کی جگہ فرنچ شمالی افریقہ کے ہائی کمشنر بن گئے ہیں۔

لنڈن ۔۳۰ دسمبر۔ جنوب مغربی بحر الکاہل کے اتحادی ہیڈ کوارٹرز سے اطلاع ملی ہے کہ بونا کے محصور جاپانی دو دن ۔۔ محاصرہ سے باہر نکل جانے کی لگاتار کوشش کرتے رہے مگر انہیں پسپا کر دیا گیا۔ اتحادیوں نے محصور جاپانیوں کی سولہ خندقوں کو تباہ کر دیا ہے۔ جو علاقہ بونا کے ایک نہایت ہی مستحکم مورچے میں تیار کی گئی تھیں۔ اس علاقہ میں اتحادی دستوں نے جو شگاف محصورین کے دفاعی حصار میں کیا تھا۔ اسے مشرق کی جانب سے وسیع کر دیا گیا ہے۔

لنڈن ۔۳۰ دسمبر۔ چنکنگ میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ جاپانی فوجی دستوں نے ہوپیہ اور انوہوئے کی سرحد پر پیشقدمی جاری رکھی اور چار شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔

شولاپور ۔۳۰ دسمبر۔ قصبہ اکلوج کے ایک تاجر نے ایک شخص کو پانچ روپیہ کے نوٹ کی ریزگاری دی اور اس سے تین آنے بطور کمیشن وصول کر لئے۔ اسپر اس کا چالان کیا گیا اسے ایک ماہ قید اور پانچسو روپیہ جرمانہ کی سزا کا حکم ہوا ہے۔

نئی دہلی ۔۳۰ دسمبر۔ ایک اعلان مظہر ہے کہ کل امریکن فضائی فوج کے بھاری بمبار طیاروں نے رنگون میں دشمن کے جہازوں پر بم برسائے۔ پہلی پرواز میں پانچ ہزار ٹن کا ایک تیل بردار جہاز شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا۔ دوسری پرواز میں ایک مال بردار جہاز پر بم گرائے گئے جس سے خوفناک دھماکا ہوا۔ اور یہ جہاز معاً بے حرکت ہو گیا۔ ہمارے تمام بمبار اور طیارچی سلامتی کے ساتھ واپس آ گئے۔

چنکنگ ۔۳۰ دسمبر۔ اعلان ہوا ہے کہ اس ہفتہ میں برما روڈ کے آخری اڈہ لاشیو پر چار مرتبہ بمباری ہوئی امریکن طیاروں نے برما اور مغربی یونن میں ۲۷ر دسمبر کو پھر بم برسائے۔ علی الصبح لاشیو پر چوتھی مرتبہ بمباری ہوئی۔

مدراس ۔۳۰ دسمبر۔ آل انڈیا نیوز پیپر ایڈیٹرز کانفرنس کے صدر مسٹر کے سری نواسن نے مندرجہ ذیل بیان جاری کیا ہے۔ کانفرنس کی سٹینڈنگ کمیٹی نے اپنے اس اجلاس میں جو ۱۸ اور ۱۹ ر دسمبر کو بمقام بمبئی منعقد ہوا تھا۔ قرارداد منظور کی تھی۔ اس قرارداد کی تعمیل میں میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ۶ر جنوری ۱۹۴۳ء کو ملک کے طول و عرض میں ایک دن کی ہڑتال کی جائے۔ اخباروں کے منیجر صاحبان اپنے اپنے اخبار کی اس اشاعت کو چھپوانے سے محترز رہیں۔ جسپر ۶ر جنوری ۱۹۴۳ء کی تاریخ ثبت ہو۔ ہماری قرارداد کے دوسرے حصہ میں یہ سفارش کیگئی ہے کہ جبتک حکومت اپنا حکم واپس نہ لے یا جبتک میری طرف سے کوئی ہدایت موصول نہ ہو۔ کوئی اخبار مندرجہ ذیل اطلاعات شائع نہ کرے۔ (۱) گورنمنٹ ہاؤسوں کے عام سرکلر (۲) نوروز کی فہرست اعزازات (۳) برطانی حکومت حکومت ہند۔ صوبائی حکومتوں کے کسی ممبر کی کوئی تقریر۔ یہ کارروائی نوروز سے شروع ہو گی۔ حکومت ہند کو مخلصت پر آمادہ کرنے کی جو کوشش بھی کی گئی۔ وہ ناکام رہی۔ اسلئے میں مجبور ہوں کہ اس قرارداد کو جامہ عمل پہناؤں۔

کانپور ۔۳۰ دسمبر۔ کل جب مسٹر ساورکر نے مہاسبھا کے پنڈال میں جھنڈا لہرایا تو کچھ ڈیلیگیٹوں نے ہندوستان کے نقشہ میں دوسرے سرکردہ ہندو لیڈروں کے ساتھ گاندھی جی کا فوٹو رکھنے پر اعتراض کیا۔ اسوقت تو یہ معاملہ دبا دیا گیا۔ مگر رات کے وقت ایک مرہٹہ نوجوان نے اسے اتار دیا۔ اسپر بہت تو تو میں میں ہوئی۔ آخرکار منتظمین نے یہ مطالبہ مان لیا اور امن و امان برقرار ہو گیا۔

لاہور ۔۳۰ دسمبر۔ حکومت پنجاب نے اعلان کیا ہے۔ کہ صوبے کے اندر گندم اور دوسری اجناس خوردنی کی نقل و حرکت پر کسی قسم کی پابندی عائد نہ کی جائے۔ پنجاب میں ایک ضلع سے دوسرے ضلع کو مال روانہ کرنیکے لئے پرمٹوں کی ضرورت نہیں۔ تمام ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ اگر انہوں نے اس قسم کی پابندیاں عائد کی ہوں تو انہیں ہٹا دیا جائے۔

لاہور ۔۳۰ دسمبر۔ ٹیکنیکل ٹریننگ سکیم کی رفتار ترقی کے متعلق اکتوبر کے اواخر تک اعداد و شمار مرتب ہو چکے ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سکیم کے اجرا کے وقت سے لیکر اس صوبے نے بری فوج بحری فوج اور فوجی ہوائی فیکٹریوں میں ملازمت کیلئے ۲۷۹۰ دستکار بھیج دئیے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ اسوقت ۳۲۹۰ اسامیاں پنجاب کے مختلف مراکز میں صنعتی تربیت پا رہے ہیں۔

واشنگٹن ۔۳۱ر دسمبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ جزائر الیوشین میں دشمن کے دو بار بردار جہاز ڈبو دیئے گئے۔

لنڈن ۔۳۱ر دسمبر۔ کوٹلنی کو فو پر روسیوں کا قبضہ نہایت اہم ہے۔ کیونکہ اب روسی فوجوں کیلئے روسٹوف جانے کا راستہ کھل جائیگا۔ معلوم ہوا ہے کہ کوٹلنی کو فو سے جرمن فوجوں کا بہت بڑا حصہ بچکر نکل گیا۔ لیکن بہت سا سامان جنگ روسیوں کے ہاتھ آیا۔ کوٹلنی کوفو کے نزدیک ایک گاؤں میں جرمن زبردست مزاحمت کر رہے ہیں۔ تاکہ کوٹلنی کوفو کی محصور فوج بچکر نکل جانے میں کامیاب ہو جائے۔

لنڈن ۔۳۰ دسمبر۔ روم ریڈیو نے آج اعلان کیا ہے کہ اگر روسی فوجیں روسٹوف اور بحیرہ ازوف کے ساحل تک پہنچنے میں کامیاب ہوئیں تو سٹالن گراڈ اور کاکیشیا کے درمیان لڑنیوالی تمام فوجوں کا سلسلہ رسل و رسائل کٹ جائے گا۔

لنڈن ۔۳۰ دسمبر۔ جہاں ڈیگال اور جیراڈ میں سمجھوتہ سے فرانسیسیوں کے اتحاد کی امید ہو گئی ہے وہاں ڈیگال کے نام پر ایک نیا ریڈیو سٹیشن شروع ہو گیا ہے جو فرانسیسیوں میں پھوٹ کا پروپیگنڈا کر رہا ہے۔ ڈیگال کے ریڈیو سٹیشن نے وارننگ دی ہے کہ یہ ان کا ریڈیو سٹیشن نہیں۔

سنٹاگو (چلی) ۳۰ دسمبر۔ حکومت چلی آئندہ ۱۰ر جنوری ۱۹۴۳ء سے قبل ہی محوری حکومتوں سے اپنے تعلقات منقطع کر لیگی۔ اور محوری اثر و رسوخ سے قطعاً آزاد ہو جائے گی۔

نئی دہلی ۔۳۰ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر روزویلٹ کے ذاتی نمائندے مسٹر ولیم فلپس بہت جلد ہندوستان پہنچ جائیں گے۔ سرکاری حلقوں کا بیان ہے کہ وہ ہندوستان پہنچتے ہی ہندوستان کے تمام حصوں کا دورہ کریں گے۔

نئی دہلی ۲۹ر دسمبر۔ حکومت ہند نے ایک آرڈیننس شائع کیا ہے جس کی رو سے بنگال اور آسام کی بعض کمپنیوں کو بعض رقوم سنٹرل گورنمنٹ کو ادا کرنی پڑینگی۔ یہ رقوم مذکورہ

نارتھ ویسٹرن ریلوے!

میلہ بابا فرید بمقام پاکپٹن ۹ر جنوری سے ۱۷ر جنوری ۱۹۴۳ء تک عوام کی اطلاع کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ میلہ بابا فرید کے دنوں میں پاکپٹن تک اور پاکپٹن سے زائد گاڑیوں کو چلانا یا موجودہ گاڑیوں میں زائد گنجائش کا انتظام کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ پبلک سفر کا ارادہ رکھنے والے مسافروں کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ ۹ر جنوری سے ۱۷ر جنوری ۱۹۴۳ء تک پاکپٹن یا پاکپٹن سے ۔۔۔ میل کے دائرہ کے اندر کے سٹیشنوں تک سفر نہ کریں۔ (چیف آپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ)

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر رحمت اللہ خان شاکر

Digitized by Khilafat Library Rabwah